Chapter 11 سورة هود Hood, the prophet

آیات 123

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍۙ ①

1-ال ر یعنی اللہ علیم رحیم یعنی اللہ وہ جو لامحدود علم کا مالک ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (اس کا فرمان ہے کہ) یہ کتاب یعنی یہ وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے احکام و قوانین اٹل اور محکم بنیادوں پر قائم کیے گئے ہیں۔ پھر ان کی تفصیل (اس اللہ کی) طرف سے کر دی گئی ہے جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے اور جو ہر چیز کی مکمل خبریں رکھنے والا ہے۔

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ۙ ②

2-(اس ضابطۂ حیات کا مرکزی حکم یہ ہے کہ) سوائے اللہ کے مت کسی اور کی غلامی و پرستش و اطاعت اختیار کرو۔ اور اِسے ہر شک و شبے سے بالاتر سمجھو کہ میں اس کی جانب سے تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں آگاہ کر دوں کہ غلط راستے اختیار کرنے کے نتائج خوفناک ہوتے ہیں اور درست راستے اختیار کرنے سے حسین خوشگواریوں اور سرفرازیوں کی خوشخبری میسر آتی ہے (نذیر و بشیر)۔

وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ ③

3-اور یہ کہ اپنے نشو و نما دینے والے سے حفاظت طلب کیا کرو، پھر (اگر بھٹک جاؤ تو فوراً) اُسی کی طرف واپس آ جایا کرو۔ (اس طرح) وہ تمہیں اک خاص وقتِ مقررہ تک ایسے فائدے دینے والا سامان میسر کرے گا جو حسن و توازن لئے ہوئے ہوگا۔ اور ہر وہ جو فضل والا ہوگا (یعنی جو فضل کے قابل ہوگا تو اسے وہ) اپنا فضل دے گا۔ اور اگر تم (بجائے اس آگاہی کو تسلیم کرنے کے) منہ پھیر کر چل دیے (تو یاد رکھو کہ) پھر اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ مجھے خوف ہے کہ تمہارے اوپر ایک بہت بڑے دقت والا عذاب طاری ہو جائے گا (جس میں تمہیں اپنے انکار کے نتائج کا

سامنا کرنا پڑے گا)۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

4-(اور یہ بھی یاد رکھو کہ) تم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر چلے جا رہے ہو اور اس نے ہر شے پر اس کی مناسبت کے پیمانے قائم کر رکھے ہیں (تاکہ جو بھی ان پیمانوں سے باہر نکلے گا وہ خرابی یا تباہی میں مبتلا ہو جائے گا)۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

5-(اور اے اہلِ ایمان خبردار ہو جاؤ کیونکہ بعض لوگ دوہرے معیار کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔ اس لئے) پورے ہوش و حواس سے سن رکھو! اور یہ ہر شک و شبے سے بالاتر ہے کہ وہ اپنے سینے دوہرے کر لیتے ہیں (یعنی وہ اپنے سینوں کے اندر چھپا کر کچھ اور رکھتے ہیں مگر باہر کچھ اور ظاہر کرتے ہیں) تاکہ اس (اللہ) سے چھپا لیں (جو کچھ کہ ان کے دلوں میں ہے۔ حالانکہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ) جب وہ اپنے کپڑے پہنتے ہیں تو وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ وہ لامحدود علم کا مالک ہے اور سینوں کے بھید تک سے واقف ہے (یعنی وہ احساسات میں اُبھرنے والی باتوں کو بھی جانتا ہے)۔

الجزء 12

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾

6-اور (یہ بھی یاد رکھو! کہ) روئے زمین پر زندگی رکھنے والی کوئی شے ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو، اس کا جہاں قیام ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جہاں اسے دینا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور یہ سارے کا سارا (نظام) واضح اور روشن ضابطۂ حیات میں ہے (جس کی رُو سے انسانوں میں جنہیں رزق میسر آ گیا وہ اس میں سے انہیں بھی دیں جنہیں میسر نہیں آ سکا، 2/3)۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾

7-اور (یہ حکم) اسی کا ہے (جس کی قوت کا یہ عالم ہے کہ اس) نے آسمانوں اور زمین کو (یعنی ساری کائنات کو) چھ ادوار کے مراحل میں توازن و تناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا اور اس کو ضابطوں والی قوت پر قائم کر کے اس پر بہاؤ طاری کر دیا (مگر اس سارے نظام کا مقصد یہ ہے کہ) تمہیں آزمایا جا سکے کہ تم میں سے کون زندگی میں حسن و توازن پیدا کرنے کے عمل میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ احکام و قوانین اور سچائیوں کو تسلیم کرنے سے

انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، انہیں اگر تم یہ کہو! کہ موت کے بعد (بھی زندگی کا سلسلہ آگے چلتا ہے جس میں) تم اٹھائے جاؤ گے (اور تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا تو تم) تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ وہ یہی کہیں گے! کہ یہ سوائے صاف صاف جادو (یعنی دھوکے) کے اور کچھ نہیں ہے۔

(**نوٹ**: عام طور پر اس آیت کے پہلے حصے کا مطلب یوں کیا جاتا ہے کہ ''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا تخت پانی پر تھا'' مگر یہ مطلب آیت کے جلال و جمال اور سیاق و سباق کے مطابق بہت کمزور دکھائی دیتا ہے۔ بہر حال یہ آیت کائنات کی تخلیق کے بارے میں مرکزی آگاہی فراہم کرتی ہے اور اس سلسلے میں ''عرش اور الماء'' بہت اہم اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ ''عرش'' کا مادہ (ع۔ ر۔ ش) ہے جس کے بنیادی معنیٰ ''چھت'' کے ہیں۔ دیگر تمام مطالب اسی سے اخذ کئے گئے ہیں وجہ یہ ہے کہ چھت کے اپنے کنارے ہوتے ہیں یعنی یہ ضابطے رکھتی ہے۔ چھت ایک طرف سائبان کا کام کرتی ہے دوسری طرف یہ اس کو سہارا دیتی ہے جو اس کے اوپر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب سہارا دینے والی قوت لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کا مطلب تخت یعنی اقتدار اور کنٹرول لیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ دوسرا لفظ ''الماء'' جس کا مطلب ''پانی'' ہے۔ اس کے مطالب ''چمک'' اور تلوار کو آب دینا یعنی تلوار کو تیز کرنا وغیرہ بھی لیا جاتا ہے اور اسی کا مطلب پانی کی صفت ''بہاؤ'' ہے یعنی حرکت اور حرکت کا نام وقت ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کائنات پر طاری بہاؤ ہی وقت ہے۔ اور اگر یہ بہاؤ یعنی حرکت یعنی وقت کسی لمحے کے کم ترین حصے کے لئے رک جائے تو ساری کائنات اُسی لمحے عدم میں یعنی نہ ہونے میں یعنی unperceivable abscence میں چلی جائے گی۔ لہٰذا، اس بہاؤ کی بنیاد پر ہی ہر شے صورت پذیر اور وجود پذیر دکھائی دیتی ہے۔ اور یہ بھی آگاہی ملتی ہے کہ کائنات کی تخلیق جو چھ مراحل میں ہوئی تو اس کے ضابطے اور اس پر بہاؤ کا طاری ہونا بھی ایک ساتھ ہی تھا اور یہ ان سے الگ مراحل میں پیدا نہیں کئے گئے۔ مگر یہ سب کچھ مزید تحقیق طلب ہے)۔

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ ع 1/8/1

8- اور (ایسے لوگوں کے اس طرح کے تمسخر کے باوجود) اگر ہم ایک خاص عرصے تک ان پر عذاب کو ٹالتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ آخر کس چیز نے اِسے روک رکھا ہے (یہ عذاب کیوں نہیں آجاتا) تو پھر ان سے کہہ دو کہ اس حقیقت کو پورے ہوش و حواس سے سن رکھو کہ جس دن وہ (عذاب) آئے گا تو پھر ان سے ہٹا کر کوئی اِس کا رُخ دوسری طرف نہیں پھیر سکے گا (اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ) جس چیز کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے تمہیں کس طرح چاروں طرف سے گھیر لیا۔

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾

9- اور انسان (جب ہمارے ضابطۂ حیات پر یقین نہیں کرتا تو اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ) جب ہم اسے اپنی مدد سے

مسرتوں اورخوشگواریوں کا مزہ چکھاتے ہیں اور پھر اس سے محروم کردیں تو تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ پھر وہ مایوس ہوکر ہمارے نازل کردہ احکام وقوانین اور سچائیوں کا انکار کرنے پر تل جاتا ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ﴿۱۰﴾

10-اور اگر اس تکلیف کے بعد جو اس کے پیچھے لگی ہوئی تھی پھر اسے آسودگیوں اور خوشگواریوں کا مزہ چکھادیں تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ بس میری تمام مصیبتیں رفع ہوگئیں اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ پھر وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور شیخیاں بگھارتا اور ڈینگیں مارتا پھرتا ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

11- لیکن جو لوگ (حیوانی سطح سے بلند ہوکر زندگی کی انسانی سطح پر یقین رکھتے ہیں تو ان کی حالت ان کے برعکس ہوتی ہے۔وہ تنگی اور آسائش دونوں حالتوں میں ایک ہی راہ پر چلتے ہیں اور) وہ ڈٹے رہتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں اور سنورنے سنوارنے کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔یہ ہیں وہ لوگ جنہیں حفاظتوں میں لے لیا جائے گا اور انہیں ایسا صلہ دیا جائے گا جو بڑے کمال کا ہوگا۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ﴿۱۲﴾

12-(اور یہ درست ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے غلط طریقے نہ چھوڑے تو اُن پر عذاب آئے گا تو یہ ان پر سخت ناگوار گزرتا ہے۔مگر اے رسولؐ تم ان کی دل جوئی کے لئے) کہیں ایسا نہ کرنا کہ وحی کے ان مقامات کو چھوڑ دو (جن میں ان کو تنبیہہ کی جارہی ہے) اور تم اس بات پر اپنے احساسات کو تنگ کرلو (یہ سوچ کر کہ) وہ کہیں گے! کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتارا گیا یا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا (لیکن تم ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو) کیونکہ تم تو بس ان کو بُرے راستوں کو اختیار کرنے کے خوفناک نتائج کی آگاہی دینے والے ہو۔اور (یاد رکھو کہ) اللہ ہر شے پر وکیل ہے (یعنی اللہ کے قوانین ہر شے پر طاری ہیں جن پر پورا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اٹل ہیں اور دھوکہ دینے والے نہیں ہیں)۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

13-یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اِس نے (یعنی محمدؐ نے قرآن) اپنی طرف سے بنا کر اسے اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ان

سے کہو! کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ (یہ اللہ کی کتاب نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے) تو تم اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اور جسے (بھی اپنی مدد کے لئے) بلا سکتے ہو تو بلا لو (بات صاف ہو جائے گی)۔

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٤﴾

14- لیکن (اے گروہِ مخالفین) اگر نہ (تم خود ایسا کر سکو اور نہ ہی) وہ تمہاری اس دعوت کو قبول کریں (جنہیں تم اس مقصد کے لئے اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہو تو اس کے بعد تمہیں جان لینا چاہیے کہ) یہ (قرآن) اللہ کے لامحدود علم سے نازل ہوا ہے۔ اور (اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ) سوائے اللہ کے کسی اور کی پرستش واطاعت نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا (تم ان سے پوچھو! کہ کیا تم اس کے بعد بھی) اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہو (یا نہیں)۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾

15- (لیکن اس کے باوجود) اگر کوئی دنیا کی زندگی کی ہی آرائشوں ورنگینیوں کو حاصل کرنے کا ارادہ کیے رکھتا ہے تو اس کی کوششوں کے پورے پورے نتائج اسے اسی دنیا میں مل جاتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾

16- لیکن یہ وہی لوگ ہیں جن کا مرنے کے بعد والی زندگی میں سوائے (دوزخ کی) آگ کے (وہاں کی سرفرازیوں میں) کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ وہ (دنیا) میں بناتے ہیں وہ (آخرت) میں سب ضائع ہو جائے گا۔ اور وہ ساری کوششیں جو وہ اپنے (دنیاوی فائدوں) کے لئے کرتے رہتے تھے وہ باطل ثابت ہو جائیں گی۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٧﴾

17- (اور اس کے برعکس) ایسا شخص جسے اپنے نشوونما دینے والے کی طرف سے یہ واضح دلیل میسر ہے (کہ وہ اپنی ذات پر اور کائنات پر علم وبصیرت کے ساتھ غور کرے اور پھر اس کی تصدیق کے لئے) گواہی کے طور پر اس کی تائید کے لئے (قرآن ایک اور کھلی دلیل کی حیثیت سے آ گیا اور وہ اس پر عمل پیرا ہے تو وہ اس کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو اس دلیل کو تسلیم بھی نہیں کرتا اور عمل بھی نہیں کرتا)۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت تھی (چنانچہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر موسیٰؑ کی کتاب کو امام اور رحمت مانتے تھے) وہی لوگ اس (قرآن کو پہچانتے ہیں کہ یہ نازل کردہ کتاب ہے اور وہ اس) پر ایمان لاتے ہیں۔ بہرحال (چاہے وہ لوگ ہوں جو قرآن سے پہلے نازل کردہ کتابوں کو تسلیم کرنے والے ہیں یا

وہ جو ان کو تسلیم کرنے والے نہیں ہیں، ان) گروہوں میں سے جو اس کا (یعنی قرآن کا) انکار کرے گا تو (دوزخ کی) آگ اس کا ٹھکانہ ہے۔ لہٰذا، تم اس کے بارے میں کسی شک و شبے میں مبتلا نہ ہونا کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ وہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر انسان اسے تسلیم نہیں کرتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾

18-اور (جو لوگ شک میں پڑے رہتے ہیں کہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل کردہ کتاب ہے بھی یا نہیں تو وہ غور کریں اور سوچیں کہ) اس شخص سے بڑھ کر اور ظالم کون ہو سکتا ہے جو اپنی طرف سے غلط اور جھوٹی باتیں بنا کر یہ کہہ کر پیش کرے کہ یہ اللہ کی باتیں ہیں۔ چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ اپنے نشو و نما دینے والے کے سامنے پیش ہوں گے اور گواہی دینے والے اس کی تصدیق کریں گے کہ انہوں نے واقعی اپنے پروردگار کے خلاف بہتان باندھا تھا تو پھر پورے ہوش و حواس سے سن رکھو! کہ اللہ ظالموں کو اپنی ناراضگی کی وجہ سے اپنی محبت سے دُور کر کے رد کر دے گا۔ (اس لئے یہ قرآن سراسر حق ہے اور اللہ ہی کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے، 11/17,97/1)۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

19-(اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی طرف سے بنائے ہوئے عقیدوں اور خود ساختہ شریعت کی بناء پر) لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف (یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل قدروں کی طرف) آنے سے روکتے ہیں اور (چاہتے ہیں کہ اس کے صاف اور سیدھے راستے میں) الجھنیں اور ٹیڑھا پن پیدا کر دیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں (جو حقیقت میں) اُس زندگی کو تسلیم ہی نہیں کرتے جو مرنے کے بعد میسر آئے گی اور جس میں اعمال کی جوابدہی ہوگی (آخرت)۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

وقف لازم

20-(مگر یاد رکھو کہ) یہ لوگ ساری روئے زمین میں اللہ کو کہیں بے بس نہیں کر سکتے (یعنی یہ اللہ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے) اور سوائے اللہ کے ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہو سکتا۔ (چنانچہ جس قدر ان کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے اسی نسبت سے ان کی سزا میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے) انہیں دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ (ایک تو) نہ ان میں (سچ) سننے کی طاقت رہی اور (دوسرے یہ کہ) نہ ہی انہوں نے بصیرت سے کام لیا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾

21-لہٰذا، یہی لوگ ہیں جنہوں نے (زندگی کا یہ رویہ اختیار کر کے کسی اور کا نقصان نہیں کیا بلکہ) اپنی ہی ذات کو خسارے میں مبتلا کر لیا۔ اور جو وہ غلط و جھوٹی باتیں بنا بنا کر اللہ سے منسوب کرتے تھے وہ بے کار جائیں گی (اور انہیں نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

22-(لہٰذا) یہ بالکل ہو کر رہے گا جس میں کوئی شک و شبے والی بات نہیں کہ ایسے لوگ اس زندگی میں جہاں مرنے کے بعد اعمال کی جوابدہی ہو گی تو وہ خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔

(نوٹ: آیت 11/21 اور آیت 11/22 آگاہی دیتی ہیں کہ لوگ جو اپنی طرف سے غلط اور جھوٹی باتیں بناتے ہیں یعنی غلط اور جھوٹے عقیدے اور شریعتیں بناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے احکام ہیں اور اسی بناء پر حلال چیزوں کو اور نعمتوں کو حرام کرتے رہتے ہیں اور حرام کو حلال کرتے رہتے ہیں اور ایسی رسمیں اور رواج بناتے رہتے ہیں جو نازل کردہ آگاہی کی نافرمانی میں ہوں اور یہ کہتے رہیں کہ یہ اللہ کے احکام ہیں اور اُن کے ثبوت میں بجائے اللہ کا کلام پیش کرنے کے وہ حکایات و روایات پیش کر کے اُنہیں اللہ کے کلام سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو وہ قیامت کے دن بہت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ اس طرح ایک طرف وہ انسانوں کی مسرتیں چھیننے اور ان کی آسانیاں و خوشگواریاں ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں اور دوسری طرف ان کی بعض باتوں سے انسان شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾

23-(ان کے برعکس) اس میں بھی کوئی شک و شبے والی بات نہیں کہ جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے اور اپنا غرور ختم کر کے بے بسی کے ساتھ اپنے نشو و نما دینے والے سے التجائیں کرتے رہے تو یہی وہ ہیں جو جنت والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع 2 16 2

24-(لہٰذا، ان) دونوں فریقوں کی مثال (یوں سمجھو کہ جو 11/21، 11/22 کے مطابق افترا کرنے والے ہیں تو وہ) اندھے اور بہرے ہیں اور (جو 11/23 کے مطابق ایمان والے اور سنور نے سنوارنے کے کام کرنے والے ہیں تو ان کی مثال) دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے۔ (اب ذرا سوچو اور غور کرو کہ) کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ کیا پھر بھی تم سبق آموز آگاہی حاصل نہیں کرتے ہو (اور سوچتے سمجھتے نہیں کہ زندگی کی صحیح راہ کون سی ہے)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ ؗ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿۲۵﴾

25- بہر حال (اگر یہ لوگ واضح دلائل سے نازل کردہ احکام وقوانین کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر ان کے سامنے سچائیاں سمجھنے اور تسلیم کرنے کا وہ طریقہ پیش کرو جس میں گزری ہوئی قوموں کے نتائج سامنے ہوتے ہیں)۔ چنانچہ اگر یہ تحقیق کریں تو اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (اس نے ان سے کہا! کہ سوچ لو اور غور کر لو) کہ میں تمہیں واضح طور پر آگاہ کرنے آیا ہوں کہ تمہاری غلط روش کا نتیجہ خوفناک تباہی کی صورت میں سامنے آئے گا (نذیر مبین)۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾

26- اس لئے تم سوائے اللہ کے کسی اور کی پرستش وغلامی مت کرو (اور اگر تم اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش واطاعت کرتے رہو گے تو) مجھے خوف ہے کہ تم پر الم انگیز عذاب آ جائے گا (جو تمہیں تباہ و برباد کر دے گا)۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾

27- اس پر اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے جن کے پاس دولت کی فراوانی اور اختیار کی قوت تھی اور جنہوں نے انکار و سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی (انہوں نے) کہا! کہ ہمیں تو تم ہمارے جیسے انسان نظر آتے ہو (اس لیے یہ کیسے مان لیں کہ تم اللہ کے رسول ہو؟ باقی رہے یہ لوگ جو تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں تو ان کی حیثیت ہی کیا ہے کیونکہ) ہم نے کسی (حیثیت والے شخص) کو تمہاری پیروی کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے ان کے جو ہم میں سے ادنی درجہ کے (نیچ قوم) کے لوگ ہیں (اور انہوں نے سوچے سمجھے بغیر ہی تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے)۔ اور ہمیں تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس میں تمہیں ہمارے مقابلے میں برتری حاصل ہو۔ لہٰذا، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم (اپنے اس دعوے میں بالکل) جھوٹے ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

28- (اس پر نوحؑ نے) کہا! کہ اے میری قوم! کیا تم نے اس پر بھی غور کیا! کہ اگر میں اپنے نشوونما دینے والے کی اس واضح دلیل پر قائم ہوں (کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی پرستش واطاعت کے لائق نہیں) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے (ایسا ضابطۂ ہدایت) عطا کیا ہے جو رحمت ہے مگر وہ تمہارے اوپر ظاہر نہیں ہے اور تم اس کو پسند نہیں کرتے (اور نہ ہی تم اس بارے میں کوئی بات سننا چاہتے ہو تو میرے پاس کونسا ذریعہ رہ جاتا ہے کہ تمہیں قائل کروں)۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ

اسے ہم زبردستی تمہارے (یعنی ان لوگوں کے) گلے میں ڈال دیں (کیونکہ کفر یا ایمان کو چننے کا فیصلہ انہوں نے اپنی مرضی سے کرنا ہے، 18/29)۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

29- لہٰذا، اے میری قوم (تم غور کرو اور سوچو کہ تمہیں جس روشن راہ کا پتہ دے رہا ہوں تو اس کے بدلے میں) میں تم سے کوئی مال و دولت نہیں مانگ رہا ہوں کیونکہ اس کا اجر اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہے۔ اور (تم صاف صاف سن لو کہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں تو میں انہیں دھکیل کر باہر کرنے والا نہیں ہوں۔ (سوچو کہ) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ یہ لوگ اپنے نشو ونما دینے والے سے (جب) ملاقات کریں گے (تو تمہارے بارے میں کیا کہیں گے۔ اور تم ان کے بارے میں کہتے ہو کہ وہ جاہل ہیں)۔ حالانکہ میری نظر میں تم (سب سے بڑے) جاہل ہو۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

30- اور اے میری قوم! (اگر میں تمہاری خاطر) ان لوگوں کو دھکیل کر الگ کر دوں (تو اس سے تم تو خوش ہو جاؤ گے لیکن ذرا سوچو! کہ اس جرم کی سزا جو مجھے ملے گی تو اس وقت) اللہ (سے چھڑانے کے لئے) کون میری مدد کرے گا، آخر تم اس پر غور کیوں نہیں کرتے؟

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

31- اور (میں تم پر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ) میں قطعئی طور پر تم سے یہ نہیں کہتا! کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میرے پاس کوئی غیب کا علم ہے۔ اور یقیناً میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا! کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور میں یہ بھی نہیں کہتا! کہ جن لوگوں کو تمہاری نگاہیں حقارت سے دیکھتی ہیں انہیں اللہ ہرگز آسانی و خوشگواری عطا نہیں کرے گا۔ (یاد رکھو کہ) جو کچھ ان کی شخصیتوں کے اندر ہے اس کا اللہ کو مکمل علم ہے (بہر حال، کسی بات میں بھی میں اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا کیونکہ اگر میں ایسا کروں گا تو) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اُسی وقت میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

32- (نوحؑ کی قوم کے لوگوں کے پاس اس کے دلائل کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے انہوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو ہی نوحؑ کے دلائل کا جواب سمجھا اور) وہ کہنے لگے! کہ اے نوح! حقیقت یہ ہے کہ تم نے ہم سے مفت کا جھگڑا شروع کر

رکھا ہے اور تم اس جھگڑے میں ہمارے ساتھ بڑھتے جا رہے ہو۔ (اب اس قصہ کو ختم کرو) اور اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب کی) تم (ہمیں بار بار) دھمکیاں دیتے ہو، اسے لے آؤ۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

33- (نوحؑ نے) جواب دیا! (اس تباہی کا لانا یا نہ لانا میرے اختیار میں نہیں ہے)۔ وہ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں لا سکتا۔ وہ اگر تم پر چاہے تو لے آئے گا۔ (مگر یاد رکھو کہ) پھر تم اسے بے بس نہیں کر سکو گے (یعنی پھر تم اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گے)۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ

34- اور (یہ بھی یاد رکھو! کہ اگر تم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ تم درست راہ پر نہیں آؤ گے تو پھر) میں جس قدر بھی ارادہ کر لوں کہ تمہیں سبق آموز آگاہی دوں تو میری یہ سبق آموز آگاہی تمہیں فائدہ نہیں دے گی، جبکہ (پھر) اللہ ارادہ کر لیتا ہے کہ تمہیں گمراہ کر دے کیونکہ وہی تمہیں نشوونما دینے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ کون سے لوگ کس بات کے مستحق ہیں۔ لہٰذا، اس حقیقت کو یاد رکھو) کہ تم اسی کی طرف لوٹ کر چلے جا رہے ہو (جہاں تمہیں اپنے اعمال کا جواب دینا ہو گا)۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ؑ

ع 3 11 3

35- (اللہ کا ارشاد ہوا! کہ اے نوحؑ) کیا یہ لوگ کہتے ہیں! کہ تم نے یہ باتیں خود سے گھڑ کر اللہ سے منسوب کر دی ہیں؟ (تو ان سے) کہہ دو! کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے (تم سے اس کی باز پرس نہیں ہو گی) اور جو جرم تم کر رہے ہو (تو اس کی سزا بھی تمہیں ہی بھگتنی پڑے گی) میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ۚۖ

36- اور (ان لوگوں کی ہٹ دھرمی اور جرائم کا یہ تھا حال جب) نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے سو لا چکے، اب ان میں سے ہرگز کوئی اور ایمان نہیں لائے گا۔ لہٰذا، جو کچھ یہ کر رہے ہیں تم اس پر غمگین نہ ہوا کرو۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

37- اور اب تم ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنانا شروع کر دو اور (یاد رکھو کہ) ان ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا (اس لئے کہ ان کے ظلم کی پاداش میں) یقیناً (یہ سارے کے سارے) غرق کر دیے جائیں

گے۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ قف وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ط قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ط ﴿۳۸﴾

38- چنانچہ اس نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگ جب ادھر سے گزرتے (اور اسے کشتی بناتے دیکھتے) تو اس کا تمسخر اڑایا کرتے تھے (مگر اس کے جواب میں نوحؑ ان سے) کہتا! کہ اگر تم ہماری ہنسی اڑانا چاہتے ہو (تو جی بھر کے اڑاؤ کیونکہ جلد ایک وقت آنے والا ہے جب تمہاری حماقتوں) پر ہم ہنسیں گے جیسا کہ تم تمسخر اڑاتے ہو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

39- لہٰذا، تم بہت جلد جان جاؤ گے کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے جو اسے ذلیل و رسوا کرنے والا ہوگا۔ (اور وہ عارضی نہیں ہوگا بلکہ) وہ عذاب یوں اترے گا کہ قائم ہو کر رہ جائے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ لا قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ط وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

40- (بہر حال، نوحؑ اور اس کی قوم کے درمیان کشمکش جاری رہی) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم طاری ہو گیا تو تنور میں سے جوش مارتا ہوا (پانی نکل پڑا اور وہ اس قدر زیادہ اور بہالے جانے والی تیزی سے نکلا کہ) ہم نے نوح سے کہا! کہ ہر ضرورت کی شے کے دو دو جوڑے (اپنے ساتھ کشتی) میں رکھ لو اور اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ لے لو سوائے ان کے جن کے بارے میں پہلے کہا جا چکا ہے (کہ وہ اپنی غلط روش کی بنا پر عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں یعنی نوحؑ کا بیٹا 11/45 اور اس کی بیوی 66/10)۔ نیز ان لوگوں کو بھی ساتھ لے لو جو ایمان لا چکے ہیں کیونکہ ان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰىهَا ط اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

41- چنانچہ (نوحؑ نے ان لوگوں سے) کہا! کہ اس میں سوار ہو جاؤ (انہوں نے پوچھا کہ جانا کہاں ہے؟ اس پر نوحؑ نے کہا کہ اس کے بارے میں مت پوچھو۔ تم سوار ہونے کی کرو) کیونکہ اس (کشتی) کو اللہ کی مددگار صفات کی وجہ سے چلنا ہے اور انہی کی وجہ سے اس کو رکنا ہے (مگر یقین رکھو کہ یہ کشتی تمہارے لئے حفاظت کا باعث بنا دی گئی ہے) کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ میرا نشو و نما دینے والا حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ

قرءۃ حفص بفتح المیم وامالۃ الرآء 12

قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۚ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

42-(چنانچہ وہ چل پڑے) اور وہ کشتی انہیں پہاڑوں کی طرح اٹھنے والی طوفانی موجوں میں (بحفاظت) لئے جا رہی تھی اور نوح (ابھی زیادہ دُور نہیں تھا کہ) اس نے بیٹے کو آواز دی! کہ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور مت ان کا ساتھ دو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

43-اس نے جواب دیا! (تم جاؤ) میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے اس سیلاب سے بچا لے گا۔ اس پر نوح نے کہا! (کہ تم غلط فہمی میں مبتلا ہو) آج اس (طوفان سے) جو اللہ کے حکم سے آ رہا ہے کوئی بچانے والا نہیں مگر (اس سے وہی بچ سکے گا) جسے اللہ اپنی مدد اور رہنمائی سے بچانا چاہے گا۔ (اتنی بات ہوئی تھی) کہ ان دونوں کے درمیان ایک بلند موج حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گیا۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

44-اور (پھر اللہ کا) حکم ہوا! کہ اے زمین تو اپنا یہ پانی پی جا اور اے آسمان رُک جا (یعنی شدت سے برسنے والے بادلوں تم تھم جاؤ)۔ چنانچہ وہ پانی زمین میں چلا گیا اور یوں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ اور نوح کی کشتی (صحیح سلامت) جودی (پہاڑ) پر جا لگی۔ (اور اس طرح اہلِ ایمان) کو بتلا دیا گیا! کہ وہ قوم جو حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑ کر زیادتی و بے انصافی کی مجرم تھی اسے (کس طرح) دُور کر دیا گیا۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

45-(مگر اس دوران) نوح نے التجا کی تھی! کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا تو میرے اہل و عیال میں سے ہے (اور تیرا وعدہ تھا کہ میرے اہل و عیال کو بچا لیا جائے گا) اور یقیناً تیرے وعدے سچے ہوتے ہیں (اور تیرے اوپر کوئی حاکم بھی نہیں جو تیرے فیصلوں کو بدل ڈالے) کیونکہ تُو سب سے زیادہ بہترین حکم کرنے والا اور سب سے بڑا حاکم ہے۔ (ان باتوں کے پیشِ نظر تو میرے بیٹے کو محفوظ رہنا چاہیے تھا وہ کیوں غرق کر دیا گیا؟)

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۴۶﴾

46-(اس پر اللہ کا) ارشاد ہوا! کہ اے نوح! وہ تیرے اہل وعیال میں سے تھا ہی نہیں (کیونکہ تیرے اہل وعیال سے صرف وہی ہو سکتے ہیں جو سنور نے سنوارنے والے ہوں) مگر یقیناً وہ ان میں سے تھا ہی نہیں جو سنور نے سنوارنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں۔ لہٰذا تجھے اس چیز کا مجھ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہیے جس کا تجھے علم نہ ہو اور تمہیں یقین رکھنا چاہیے کہ میں تمہیں ان باتوں کی اس لئے نصیحت کرتا ہوں (کہ تمہیں حقائق کا علم ہو جائے) اور تم کہیں جاہلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـَٔلَكَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ‌ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِىۡ وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۴۷﴾

47-(نوحؑ نے) التجا کی! کہ اے میرے پروردگار! میں اگر تجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کر لیتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ تُو (مجھے پناہ دے دے گا) اور مجھے اب پناہ دے دے کیونکہ اگر تُو مجھے اپنی حفاظت میں نہیں لے گا اور اگر میری مدد و رہنمائی نہیں کرے گا تو میں ان میں سے ہو جاؤں گا جو نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں۔

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴۸﴾

48-ہم نے کہا! کہ نوح! اب (کشتی) سے اتر جاؤ کیونکہ اب کوئی خطرہ نہیں رہا (اور تمہارے ساتھیوں کے دلوں میں خیال ہو گا کہ سیلاب زدہ زمین سے رزق کیسے ملے گا تو فکر نہ کرو) ہماری طرف سے تمہیں اور امتوں میں سے ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھی ہیں زندگی کی نشوونما کا سامان فراوانی سے ملے گا۔ (باقی رہیں) وہ امتیں (جو تمہارا ساتھ نہیں دیں گی تو انہیں بھی دنیاوی زندگی میں) فائدے تو میسر آئیں گے لیکن آخرِ کار ہماری طرف سے وہ ایسے عذاب کی گرفت میں آ جائیں گے جو بہت دردانگیز ہو گا۔

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ‌ۚ مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ مِنۡ قَبۡلِ هٰذَا‌ ؕ‌ۛ فَاصۡبِرۡ‌ ؕ‌ۛ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۹﴾

ع 4 14 4

49-(اے محمدؐ) یہ وہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہیں بذریعہ وحی بتا رہے ہیں اس لئے کہ اس سے پہلے تم اور تمہاری قوم (ان تفاصیل) سے واقف نہیں تھی (اور بتا اس لئے رہے ہیں کہ اللہ کے احکام پر چلنے سے کتنی بھی مشکلات پیش آئیں تو) ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ آخرکار (کامیابیاں اور کامرانیاں) ان کے لئے ہوتی

معانقة 9 الوقف علی فاضیر احسن رالیٰ 12

ہیں جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہتے ہیں۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

50-اسی طرح قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے ہُود کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم صرف ایک اللہ کی پرستش و اطاعت اختیار کرو اور اس کے علاوہ کسی کی پرستش مت کرو (اور اس کے علاوہ جو بھی تمہارے عقیدے ہیں) وہ سارے کے سارے جھوٹ ہیں جنہیں اپنی طرف سے بنا کر غلط طور پر اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے۔

یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

51-(اور) اے میری قوم! یہ جو (میں تمہیں درست و روشن راہ کا پتہ بتا رہا ہوں) تو اس (کے بدلے میں) میں تم سے کوئی معاوضہ لینے کا سوال نہیں کر رہا ہوں کیونکہ اس کا صلہ صرف اس (ذات کے ذمے) ہے جو مجھے شق کرنے کے متناسب عمل سے گزار کر نہ ہونے سے ہونے میں لے کے آیا ہے۔لہٰذا، اگر تم ذرا بھی عقل و فکر سے کام لو (تو یہ بات آسانی سے تمہاری سمجھ میں آجانی چاہیے کہ جس بات میں ایک شخص کا کوئی ذاتی فائدہ نہ ہو تو وہ یقیناً خلوص پر ہی مبنی ہوگی)۔

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾

52-چنانچہ اے برادرانِ قوم! (جو غلط راستہ تم نے اختیار کر رکھا ہے اس کے تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اب) اپنے پروردگار سے حفاظت مانگو (اور اپنے جھوٹے عقیدوں کو چھوڑ کر) اللہ کی طرف واپس آجاؤ وہ تمہارے اوپر آسمان سے برسنے والے بادلوں کو بھیج دے گا (جو تمہاری خشک زمینوں کو سیراب کر ڈالیں گے) اور اس وقت جو قوت تمہیں میسر ہے وہ اس پر اور قوت کا اضافہ کر دیں گے (لیکن یاد رکھو اللہ کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی کر کے اور اس کی ناشکری کر کے) مجرموں کی طرح منہ نہ پھیر لینا۔

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾

53-انہوں نے جواب دیا! اے ہُود! تم (ہمیں قائل کرنے کے لئے کوئی ایسی) دلیل لے کر نہیں آئے ہو جو اپنی گواہی آپ ہو۔اسی وجہ سے ہم جن جن کی پرستش و اطاعت کر رہے ہیں انہیں ہم تمہارے کہنے پر ترک نہیں کریں گے،اسی لئے ہم ان سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم نہیں کریں گے جنہیں تم اللہ کی جانب سے نازل کردہ کہہ رہے ہو۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

54-(اور) ہمیں تو کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ (تم نے جو ہمارے خداؤں کی گستاخی کی ہے تو) تم پر ان میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے (جو تم اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہو ورنہ اس سے پہلے تم اچھے بھلے تھے۔ اس کے جواب میں) ہُود نے کہا! کہ میں اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا اور ہر تحقیق اس پر گواہ رہے گی کہ تم اللہ پر بھروسہ کم کر کے جس جس کو اللہ جیسا جان کر اس کے اختیارات میں شریک کرتے ہو تو میں ان سے یکسر بیزار ہوں (کیونکہ انسان شرک اُسی وقت کرتا ہے جب اس کا اللہ پر بھروسہ کم ہو جاتا ہے)۔

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵

55-(اور) تم جو کچھ میرے خلاف کرنا چاہتے ہو وہ سب کے سب مل کر کرلو۔ اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو (پھر اس کے بعد دیکھو کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے)۔

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۶

56-(اور) ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ میں نے اس اللہ (کے احکام و قوانین پر چلتے ہوئے) اس پر پورے کا پورا بھروسہ کر رکھا ہے جو مجھے اور تمہیں نشوونما دینے والا ہے (بلکہ تم تو رہے ایک طرف اس پوری کائنات میں) کوئی ذی حیات ایسا نہیں جسے اس نے اس کی پیشانی سے نہ پکڑ رکھا ہو (یعنی کوئی اس سے بچ کر نہیں جا سکتا) اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ میرا پروردگار اس سیدھی و متوازن راہ پر ہے (یعنی ان درست احکام و قوانین پر قائم ہے جو اس نے نازل کر رکھے ہیں یعنی وہ اپنے وعدے اور قوانین بدلتا نہیں ہے۔ خیر کا صلہ اچھا ملے گا اور شر کا صلہ عذاب ہوگا)۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝۵۷

57-پھر بھی اگر تم (ان نازل کردہ احکام و قوانین سے) منہ موڑتے ہو تو پھر ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ میں نے تم تک وہ (آگاہی اور ہدایت) پہنچا دی ہے جس کے لئے میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ (اور میں دیکھ رہا ہوں کہ) اب میرا پروردگار تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ میرا نشوونما دینے والا ہر چیز پر اپنی نگہبانی قائم کئے ہوئے ہے۔

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۵۸

58-اور (جب اس قوم پر غلط راہ اختیار کرنے کے نتیجے میں) ہمارا حکم آ طاری ہوا تو ہود اور اس کے ساتھیوں کو جو اللہ پر ایمان لائے تھے ہم نے اُنہیں اپنی مدد و رہنمائی سے نہ صرف محفوظ کر لیا بلکہ انہیں اس غلیظ عذاب سے بھی نجات دے دی

(جس میں وہ قوم مبتلا ہونے والی تھی)۔

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾

59- بہر حال یہ ہے (داستان) قومِ عاد کی جس نے اپنے رب کے احکام وقوانین سے انکار کیا اور اس کے رسولوں سے سرکشی برتی اور اپنے ان سرکش اور جابر حکام کی اطاعت کرتے رہے جو جان بوجھ کر نازل کردہ احکام وقوانین کی خلاف ورزی کرتے تھے۔

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾

60- اور (اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) اس دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی وہ اللہ کی ناراضگی کی بناء پر اس کی محبت سے دُور ہو گئے (اور ان خوشگواریوں اور مسرتوں سے محروم ہو کر رہ گئے جو انہیں اللہ کی محبت کی وجہ سے میسر آسکتی تھیں)۔ پورے ہوش و حواس سے سنو! کہ (یہ سب اس لئے ہوا) کیونکہ قومِ عاد نے اپنے رب کے نازل کردہ احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا تھا۔ اس لئے خبردار ہو جاؤ کہ! ہُود کی قومِ عاد کو (اللہ نے اپنی محبت سے) بہت دُور بہت دُور کر رکھا ہے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

61- اور (اسی طرح) قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے صالح کو (رسول) بنا کر بھیجا گیا۔ (اس نے بھی ان سے یہی) کہا کہ اے میری قوم! صرف اللہ کی پرستش واطاعت اختیار کرو اور تمہارے واسطے سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں کہ جس کی تم پرستش واطاعت کرو کیونکہ اُسی نے تمہیں زمین میں بتدریج بہتر سے بہتر کی جانب رکھا ہوا ہے (انشاکم) اور اس میں تمہیں آباد کیا (اس لئے اس حقیقت کو سامنے رکھو اور اپنی غلط روش کو چھوڑ دو کیونکہ اس کی وجہ سے تم پر جو تباہی آنے والی ہے اس سے بچنے کے لئے اللہ سے) اس کی حفاظت طلب کرو اور واپس اُسی کی طرف لوٹ آؤ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میرا رب (دُور نہیں ہے) وہ تو بہت قریب ہے۔ اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے (اس لئے تم اس سے دعائیں مانگو اور التجائیں کرو)۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

62- انہوں نے کہا! اے صالح! حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے (تم ہمارے درمیان ایسے انسان تھے) جس سے ہماری

بڑی امیدیں وابستہ تھیں (کہ تم اپنے بزرگوں کے سچے جانشین ہو گے اور ہمارے معبودوں کا بول بالا کرو گے لیکن تم نے تو ہماری امیدیں ہی خاک میں ملا دی ہیں اور کیا تم نے غور کیا ہے کہ تم ہمیں کیا کہہ رہے ہو یعنی ہم) انہیں اپنا معبود ماننا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ہماری تحقیق یہی کہتی ہے کہ جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمیں تو اس کی (سچائی) میں بڑا ہی شک ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوتا ہے (کیونکہ وہ ہمارے باپ دادا کے عقیدے کے خلاف ہے)۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

63- اس پر صالح نے کہا! اے میری قوم کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ میرے رب نے مجھے اپنی کس شفاف اور واضح دلیل (سے نوازا ہے یعنی اپنی وحی سے نوازا ہے) اور اس نے مجھے اپنی جانب سے مدد اور رہنمائی فرمائی ہے۔ (اب تم ذرا سوچو کہ) اگر اس کے باوجود میں اس کے احکام سے سرکشی اختیار کروں تو مجھے (اس کی گرفت سے بچانے کے لئے) کون مدد دے گا۔ اس لئے تم مجھ سے جو کچھ چاہتے ہو (اس سے تم میرے بھلے کی بات نہیں کرتے) بلکہ سراسر نقصان کی طرف لے جاتے ہو۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

64- بہر حال (تمہاری آگاہی کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک ایسی آزمائش ہے جس میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ تمہیں اللہ نے جو رزق کے ذرائع یعنی چشمے اور زمین عطا کر رکھے ہیں انہیں تم نے صرف اپنے اور اپنے جانوروں کے لئے ہی مخصوص کر رکھا ہے یا ان میں غریبوں اور کمزوروں اور ان کے جانوروں کو بھی حصہ دار بننے دیتے ہو، لہٰذا) اے میری قوم! یہ ایک اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے واسطے نشانی ہے (یعنی یہ تم میں سے کسی کی ملکیت نہیں) اور اب اسے کھلا چھوڑ دو تا کہ یہ اس میں چرے پھرے (اگر تم نے اس طرح چرنے دیا او چشموں پر پانی پینے دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہو گی کہ تم کمزوروں اور غریبوں کو بھی پانی پینے دو گے اور رزق حاصل کرنے دو گے)۔ لیکن اگر تم نے اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ لگایا تو پھر تم بہت جلد عذاب کی گرفت میں آ جاؤ گے۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

65- (اس تنبیہہ) کے باوجود انہوں نے اُس کی آہم نسیں کاٹ کر مار ڈالا۔ اس پر (صالحؑ) نے کہا! کہ بس اب تم اور

تین دن اپنے گھروں سے فائدہ اٹھالو (اس کے بعد تم پر تباہی آجائے گی) کیونکہ یہ ایسا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹا ثابت نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾

66- آخر کار جب ہمارا حکم طاری ہوگیا تو ہم نے صالح کو اور اس کے ساتھیوں کو جو ہماری جانب سے نازل کردہ احکام و قوانین کی سچائیوں کو تسلیم کر چکے تھے اپنی مدد و رہنمائی سے اس دن کے رُسوا کن عذاب سے بچا لیا کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ تمہارا رب لامحدود طاقت اور لامحدود غلبے والا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾

67- اور جو دوسروں کے حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑ کر زیادتی و بے انصافی کرنے کے مجرم بنتے تھے ان لوگوں کو صبح ہی صبح ایک تُند آواز (اور زلزلہ 7/78) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اپنے گھٹنوں کے بل اوندے کے اوندے (بے حس وحرکت) گرے ہوئے رہ گئے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ ع 6 8 6

68- یوں کہ جیسے وہ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ اس لئے پورے ہوش وحواس سے سن رکھو اور ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ قومِ ثمود نے اپنے پروردگار کے نازل کردہ احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا (اور نتیجہ یہ ہوا کہ قومِ ثمود کو (اللہ نے اپنی ناراضگی کی بناء پر اپنی محبت) سے بہت دُور کر دیا۔ (لہٰذا، تمہیں بھی) خبردار رہنا ہوگا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾

69- اور (اِسی طرح قومِ لُوط کی تباہی ہوئی۔ ان کا قصہ یوں ہے اور) جسے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہمارے جو بھیجے ہوئے تھے وہ ابراہیم کے پاس آئے جنہوں نے اسے خوشخبری دی اور سلامتی کی دُعا دی جس کے جواب میں ابراہیم نے بھی سلامتی ہی کی دُعا دی۔ اور اس کے بعد بغیر دیر کیے وہ ان کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے آیا (تاکہ مہمانوں کی تواضع کی جائے)۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾

70- لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ (مہمان) کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو وہ ان کی طرف سے بدگمان سا ہوا اور دل میں خطرہ محسوس کیا (کیونکہ وہاں کا دستور تھا کہ جو کسی کے ہاں بُرے ارادے سے آئے وہ اس کے ہاں کھانا نہیں

کھاتا تھا)۔اس پر انہوں نے کہا! گھبراؤ نہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (تا کہ تباہی سے پہلے انہیں آگاہی دینے کی حجت پوری کردی جائے)۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

71-اور (ابراہیمؑ) کی بیوی بھی پاس ہی کھڑی تھی (اسے یہ سن کر اطمنان ہوا) اور وہ جی میں خوش ہوئی (کہ خطرے کی کوئی بات نہیں)۔ پھر ہم نے اسے اسحاق (کی پیدائش کی) خوشخبری دی اور یہ بھی کہ اسحاق کے بعد ان کے ہاں (ان کا پوتا) یعقوب پیدا ہوگا۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

72-(اس پر ابراہیمؑ) کی بیوی نے کہا! یہ تو بڑی تعجب انگیز بات ہے کہ میرے ہاں اس عمر میں جبکہ میں سن رسیدہ ہوچکی ہوں اولاد پیدا ہوگی اور یہ کہ میرا خاوند بوڑھا ہو چکا ہے اور یقیناً (ان حالات میں اولاد کا پیدا ہونا) حیرت انگیز سی بات ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

73-(اس پر انہوں نے) کہا! تم اللہ کے حکم پر تعجب کیوں کرتی ہو؟ اور اے اہلِ خانہ! یہ تو اللہ کی جانب سے تمہاری مدد و رہنمائی اور اس کی تم پر ثبات و استحکام کے لئے نوازشات (کی خوشخبریاں) ہیں۔ کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ اس کی بلا معاوضہ عطا کی گئی رحمتیں اور برکتیں آگاہی دیتی ہیں) کہ وہ اس قدر بے خطا، مکمل اور لامحدود ہے کہ اس کی ذات کے اندر ہی حمد و ستائش طاری رہتی ہے اور وہ لامحدود طور پر شان و بزرگی والا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

74- پھر جب ابراہیم کی گھبراہٹ دُور ہوئی اور (بیٹے) کی خوشخبری سے (اور بھی اطمنان حاصل ہوگیا تو قومِ لُوط کے متعلق) وہ ہم سے سوال و جواب کرنے لگا (کہ انہیں کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے)۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

75-اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ابراہیم بڑے ٹھنڈے مزاج سے معاملات پر غور و فکر کرنے والا تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ بڑا دردمند دل بھی رکھتا تھا۔ (یہی وجہ تھی کہ قومِ لُوط کی تباہی کی خبر کو اس نے اس طرح محسوس کیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی کیفیت یہ تھی کہ وہ) ہر معاملے کے لئے ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔

(**نوٹ**: اس آیت میں منیب کا لفظ آیا ہے جو معنی کے لحاظ سے توبہ سے ملتا جلتا ہے لیکن توبہ میں یہ ہے کہ کوتاہی و گناہ کے سرزد

ہونے کے بعد اللہ کی طرف اور واپس درست راستے کی طرف آیا جاتا ہے جبکہ منیب کوتاہی و گناہ کے سرزد ہونے سے پہلے اللہ کی طرف اور درست راستے کی طرف آیا جاتا ہے)۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿76﴾

76-(انہوں نے کہا) اے ابراہیم! تو اس بات کا خیال چھوڑ دے (کہ وہ قوم تباہی سے بچ جائے)۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے پروردگار کا حکم اب ہو کر رہے گا اور ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ اب ان پر وہ تباہی آنے والی ہے جو پلٹ نہیں سکتی۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿77﴾

77-چنانچہ جب ہمارے بھیجے ہوئے (ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر) لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے پریشان ہو گیا اور اپنی بے بسی کے احساس سے دل میں کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے (دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہاں کے لوگ نو وارد اجنبیوں سے کس قسم کا سلوک کرتے تھے اور چونکہ یہ نو وارد آ کر ٹھہرے بھی لوط کے پاس تھے اس لئے وہ اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا)۔

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿78﴾

78-چنانچہ اس کی قوم کے لوگ (اجنبیوں کی خبر سن کر بدمستی میں) اس کی جانب دوڑتے ہوئے آئے کیونکہ وہ پہلے ہی برائیاں کرنے کے عادی تھے۔ (لوط نے انہیں الگ لے جا کر) کہا کہ اے میری قوم (ذرا سوچو تو سہی کہ تم کیا کر رہے ہو) اور یہ جو میری بیٹیاں ہیں (یعنی قوم کی لڑکیاں) تو وہ تمہارے واسطے بہت پاکیزہ ہیں (یعنی تم ان سے نکاح کر کے پاکیزہ طریقے سے اپنی خواہشات پوری کرو)۔ لہٰذا، تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کرو (اور اپنی حرکتوں سے) مجھے میرے مہمانوں کے معاملہ میں مت رسوا کرو، مگر کیا تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو شرافت سے کام لے اور درست راہ پر زندگی گزارے۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿79﴾

79-انہوں نے کہا! یقیناً تو جانتا ہے کہ ہمیں (عورتوں سے) جنہیں تو اپنی بیٹیاں کہتا ہے کچھ دلچسپی نہیں ہے اور یقیناً تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا ارادہ کیا ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿80﴾

80-لوط نے کہا کہ اے کاش! میرے پاس تمہارے مقابلہ کی خود طاقت ہوتی یا کوئی طاقتور سہارا ہوتا تو میں تمہیں (درست کر کے رکھ دیتا)۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

81-لوط کے مہمانوں نے کہا! حقیقت یہ ہے کہ ہم تیرے رب کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں (اس لئے گھبرانے کی ضرورت ہی نہیں) کیونکہ یہ لوگ تیری طرف پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔لیکن یوں کرو کہ جب رات کا تھوڑا سا حصہ گزر جائے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ اور پھر تم میں سے کوئی مڑ کر بھی نہ دیکھے (یعنی جو جگہ چھوڑ دی سو چھوڑ دی وہاں واپس آ کر دوبارہ بسنے کی خواہش نہ کرنا)۔لیکن تمہاری بیوی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی (کیونکہ یہ بُرے لوگوں میں سے ہے) اور اسے وہی پیش آئے گا جو ان کو پیش آنے والا ہے اور ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے اور صبح ہونے میں کچھ دیر نہیں ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

82-چنانچہ (جب اس تباہی) کے لئے ہمارا حکم طاری ہو گیا تو اس (بستی کی تمام عمارتیں) اپنی بلندیوں سمیت نیچے گر کر پستیوں میں تبدیل ہو گئیں اور ان پر تہہ در تہہ کھنگروں جیسے پتھروں کی تابڑ توڑ برسات کر دی گئی۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

النصف ع 7 15 7

83-اور وہ تیرے رب کی طرف سے نشان کر دیے گئے تھے (کہ کون کس کی موت کا سبب بنے گا)۔لہٰذا، جو اللہ کی طے شدہ حدود کو توڑ کر حقوق میں کمی یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہوتے ہیں ان سے (اللہ کا عذاب دُور نہیں ہوتا)۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

84-اور (اسی طرح) ہم نے قوم مدین کی طرف ان کے بھائی بند شعیب کو بھیجا۔اس نے بھی یہی کہا! کہ اے میری قوم صرف اللہ کی پرستش و اطاعت و غلامی اختیار کرو اور سوائے اللہ کے تمہاری پرستش و اطاعت کے لئے کوئی اور خدا نہیں ہے۔(اور دوسرے یہ کہ لین دین کے معاملات میں) اپنے ناپ تول میں مت کمی کیا کرو۔کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تو تم یقیناً بڑے خوشحال ہو (لیکن اگر تم اس بُرائی سے باز نہ آئے تو) مجھے واقعی یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ تم پر عذاب کا ایسا دن طاری ہو جائے گا جو تمہیں چاروں طرف سے گھیرے گا (اور تم سب اس کی لپیٹ میں آ جاؤ گے)۔

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

85-اس لئے اے میری قوم! انصاف کے مطابق پورا پورا ناپ تول کیا کرو اور انسانوں کو مت ان کی چیزوں میں کمی کر کے دیا کرو اور زمین میں مت امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑتے پھرو۔

بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۬ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ ﴿۸۶﴾

86-(اور یادرکھو کہ تم جو اس طرح فریب کاری سے اکھٹا کرتے ہو وہ تمہیں تباہ کردے گا لیکن) جو تم اللہ (کے احکام کے مطابق) حاصل کرو گے تو وہ تمہارے لئے آسانی، خوشگواری اور سرفرازی کا باعث بنے گا۔ (مگر یہ بات تمہاری سمجھ میں اس وقت آسکتی ہے) جب تم اللہ کے نازل کردہ احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کرلو۔ (بہرحال، تمہاری مرضی ہے اسے مانو یا نہ مانو) میں تمہارے اوپر کوئی نگہبان نہیں ہوں۔

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ ﴿۸۷﴾

87-انہوں نے کہا! کہ اے شعیب! (تم جو کچھ کہتے تھے اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ تم صرف پوجا پاٹ کا کوئی طریقہ لے کر آئے ہو اس لئے ہم چپ رہے لیکن ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ بات اس سے بہت آگے گئی ہے)۔ اور تمہاری صلوٰۃ (تو صرف پرستش نہیں ہے) بلکہ کیا یہ تمہیں حکم کرتی ہے (کہ تم ہمیں کہو) کہ ہم اس چیز کو چھوڑ دیں جس کی پرستش واطاعت ہمارے آباواجداد کرتے تھے اور یہ کہ ہم جیسے چاہیں ویسے دولت حاصل نہ کریں اور جیسے چاہیں ویسے خرچ نہ کریں (اور جیسے کہ ہمارے آباواجداد جاہل وظالم تھے؟) اور حقیقت میں بس تُو ہی ایک تحمل والا اور ہدایت والا رہ گیا ہے۔

(**نوٹ**: اِس آیت میں اللہ نے صلوٰۃ کا اصل مطلب اور تشریح وتفصیل وتعریف بیان کردی ہے)۔

قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ رَزَقَنِیۡ مِنۡہُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡہٰکُمۡ عَنۡہُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَ مَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾

88-شعیب نے کہا! اے میری قوم! ذرا اس پر غور کرو! کہ اگر میرے رب نے مجھ پر اپنی آگاہی کے راستے کھول دیے ہیں (اور دوسروں کے مالوں میں کمی کر کے روزی کمانے کی بجائے) مجھے زندگی کی نشو ونما کا ایسا سامان دیا جو اطمینان اور خوشگواری بخشنے والا ہے (تو میں تمہیں کیوں نہ بتاؤں کہ یہ ہی ایک درست راستہ ہے جو اطمینان بخش ہے) اور میں جن باتوں سے تم کو روکتا ہوں خود اس کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ اور میں تو اس کا تہیہ کرچکا ہوں کہ جہاں تک میرے بس میں ہوگا میں تمہاری اصلاح کرتا رہوں گا۔ لیکن یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے اور میں نے اسی کے احکام وقوانین پر چلتے ہوئے اس پر پورا پورا بھروسہ کیا ہوا ہے اور میں ہر معاملے کے فیصلے کے لئے اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾

89- اور اے میری قوم! دیکھنا! میری مخالفت میں تم کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھنا جس سے تمہارا بھی وہی حشر ہو جائے جو نوح، ہود یا صالح کی قوم کا ہوا تھا یا قومِ لوط کا سا حال (جس سے تم اچھی طرح باخبر ہو) کیونکہ وہ کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

90- (اور تم اپنے غلط طریقوں کے تباہ کن نتائج سے اس طرح بچ سکتے ہو کہ) اپنے رب کی حفاظت طلب کرو اور اس کے احکام کی طرف لوٹ آؤ کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ میرا رب سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جاتا ہے اور وہ ان سے دوستی اور محبت رکھتا ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

91- انہوں نے کہا! کہ اے شعیب! (پہلی بات تو یہ ہے کہ) جو کچھ تم کہتے ہو اس میں سے بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں (اس لئے انہیں ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ تم کوئی طاقتور نہیں ہو کہ تمہاری باتیں ہم مان جائیں جبکہ ہمیں پتہ ہے کہ) تم ہمارے درمیان ایک ناتواں اور بے بس آدمی ہو۔ یہ تو بس تمہاری برادری کا لحاظ ہے (جو تمہیں ہم کچھ نہیں کہہ رہے) ورنہ تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے (یا تم سے قطع تعلق کر لیتے) اور تم ہمارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے۔

(**نوٹ:** رجم کا مادہ (ر ج م) ہے اور اِس کے مطالب ہیں: پتھروں سے مارنا، قطع تعلق کر لینا، اٹکل پچو بات کرنا وغیرہ)۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

92- شعیب نے کہا! اے میری قوم! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ غالب ہے کہ تم نے اللہ کو بالکل ہی پسِ پشت ڈال رکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اُسے میرا رب چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾

93- (بہرحال میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہدایت حاصل کرنا ہی نہیں چاہتے) اس لئے اے میری قوم! تم اپنے طریقے کے

مطابق کام کرتے جاؤ اور حقیقتاً میں اپنے طریقے کے مطابق کرتا رہوں گا۔ (مگر نتائج بہت جلد بتلا دیں گے) جن سے تم جان جاؤ گے کہ وہ کون ہے جس پر تباہ کن رسوائی کا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے (اور کون سچا ہے)۔ لہٰذا، تم بھی انتظار کرو اور یقیناً میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿94﴾

94- چنانچہ، جب ہمارا حکم طاری ہو گیا تو ہم نے شعیب اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ نازل کردہ احکام و قوانین کی سچائیوں کو تسلیم کر رکھا تھا انہیں اپنی مدد و رہنمائی سے محفوظ کر لیا۔ اور جو طے شدہ حدوں کو توڑ کر زیادتی و بے انصافی کرنے کے مجرم بنتے تھے انہیں ایک شدید گونجتی ہوئی آواز نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل اپنے گھروں میں بے حس و حرکت پڑے تھے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿95﴾

ع 8 12 8

95- (اور) حالت یوں ہو چکی تھی کہ جیسے کبھی کوئی وہاں بسا ہی نہ تھا۔ لہٰذا، پورے ہوش و حواس سے سن رکھو! کہ اہلِ مدین کو بھی اسی طرح (اللہ نے اپنی محبت سے) دُور کر دیا جس طرح اس نے قومِ ثمود کو دُور کر دیا تھا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿96﴾

96- اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ پھر ہم نے موسیٰ کو نہ صرف اپنے احکام و قوانین دے کر بلکہ اسے ایسی قوت و سند کے ساتھ بھیجا جو اپنی گواہی آپ تھی۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿97﴾

97- (اور موسیٰ کو یہ سب کچھ دے کر) فرعون اور اس کی سلطنت کے مال و اختیار رکھنے والے بڑے بڑے لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا انہوں (نے موسیٰ کی بات نہ مانی) اور فرعون کا حکم مانتے رہے حالانکہ فرعون کا حکم تو (یکسر جبر پر مبنی تھا) اور اس کا (عقل و بصیرت کی) ہدایت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿98﴾

98- (لیکن موسیٰ جانتا تھا کہ اگر فرعون اور اس کا حکم ماننے والوں کے یہی طریقے رہے تو پھر) جب قیامت کا وقت طاری ہو گا تو یہ اپنی اسی پیروکاروں کی قوم کے آگے آگے چلتا ہوا انہیں آگ پر جا کھڑا کرے گا۔ (اور اب ذرا غور سے سوچو کہ) وہ کس قدر بُری گھاٹ ہو گی (جہاں پانی کی بجائے آگ ہو اور پیاسے انسان کو وہاں لا کھڑا کیا جائے) اور وہ

انہیں وہاں لاکر کھڑا کردے گا۔

وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

99-(چنانچہ یہی ہوا) نہ صرف اس دنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگادی گئی یعنی وہ اللہ کی محبت سے دُور ہوکر میسر آئی ہوئی خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے محروم ہوکر رہ گئے بلکہ یہ سزا قیامت کے دن بھی ان کا پیچھا کرتی رہے گی (اوراپنے غلط طریقوں سے اپنی جدوجہد کو ضائع کردینے کا) یہ کس قدر بُرا صلہ ہے جو کسی کو مل کررہا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّ حَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾

100-(بہرحال) یہ اقوامِ گزشتہ میں سے چندایک کی سرگزشت ہے جسے ہم تم سے بیان کررہے ہیں ان میں سے کچھ آبادیاں تو ابھی تک موجود ہیں اور باقی اجڑ چکی ہیں۔

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾

101- چنانچہ (ان سب پر غور وخوض کرنے سے تم نے جان لیا ہوگا) کہ ہم نے اپنی طے شدہ حدوں کو توڑ کر انہیں تباہ نہیں کیا بلکہ یہ خود حقوق میں کمی کرکے یا ان سے انکار کرکے ہماری طے شدہ حدوں کو توڑ کر اپنے آپ کے لئے ہی تباہیاں اور بے اطمینانی پیدا کرنے کے مجرم بنتے رہے۔(اور ان کے اعمال کے نتائج کے بدلے میں) جب تمہارے رب کا حکم طاری ہوگیا تو اس وقت اللہ کو چھوڑ کر وہ سب جن کی یہ پرستش واطاعت کیا کرتے تھے ان کے کسی کام نہ آسکے (اور ان کی اطاعت ان کے لئے اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکی کہ وہ اُلٹا) ان کی تباہی اور ہلاکت میں اضافے کا سبب بن کررہ گئے۔

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی وَ هِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾

102-لہٰذا (ان داستانوں سے اللہ کے اس اٹل اصول کو یادرکھو کہ) تیرا رب جب پکڑتا ہے تو بستیوں یعنی قوموں کو اسی طرح اپنی گرفت میں لے لیتا ہے کیونکہ وہ حقوق میں کمی کرکے یا ان سے انکار کرکے اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑ کر بے اطمینانی اور تباہیاں پیدا کرنے کی مجرم بنتی ہیں اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ اُس کی یہ گرفت بڑی سخت اور الم انگیز ہوتی ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

103-(چنانچہ اس طرح کی تباہیوں اور ہلاکتوں میں) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہراُس (قوم کی رہنمائی) کے واسطے اللہ کا حکم وقانون موجود ہے جو آخرت کے عذاب سے خوف زدہ رہنے والی ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جب

انسانوں کو (اعمال کی جوابدہی) کے واسطے اکٹھا کر دیا جائے گا اور یہ وہ دن ہے کہ جب (ہر عمل) اپنی شہادت آپ بن کے رہ جائے گا۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

104- مگر یہ مہلت صرف ایک وقتِ مقررہ تک ہوتی ہے (پھر اس کے بعد ایک ساعت بھی میسر نہیں آتی کیونکہ) ہم اسے ملتوی نہیں کیا کرتے۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

105- (پھر) جب وہ دن طاری ہوگا تو کسی کو بات تک کرنے کی (مجال) نہ ہوگی اور جو بات کرے گا وہ صرف اس کے حکم سے کرے گا۔ (اور اس وقت دونوں گروہ نکھر کر الگ الگ ہو جائیں گے۔ ایک وہ ہوگا جو) نامراد و محروم ہو کر مصیبتوں اور مشقتوں کا سامنا کرے گا اور (دوسرا وہ ہوگا جو) مرادوں اور سرفرازیوں سے نوازا جائے گا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

106- چنانچہ وہ لوگ جو (آخر کار اپنے ظلم کی وجہ سے) مصیبتوں میں ہونگے اور مرادوں سے محروم رہ جائیں گے وہ آگ کی (سزا) میں ہوں گے جہاں وہ چیخیں گے اور دھاڑیں ماریں گے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

107- (اور) وہ اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں (یعنی طویل ترین مدت تک رہیں گے)۔ البتہ اگر تمہارا نشو ونما دینے والا کچھ اور مناسب سمجھے (کہ ان کی سزا کم کر دی جائے یا بڑھا دی جائے یا معاف کر دیا جائے) تو یقیناً تمہارا پروردگار اپنے ارادے کو مکمل کرنے کا پورا پورا اختیار رکھتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

108- اور وہ لوگ جن کی مُرادیں پوری ہو جائیں گی وہ جنتوں میں یعنی ایسے باغوں میں رہیں گے جو نا ختم ہونے والی مسرتوں سے لبریز ہونگے اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ مگر انہیں یہ عطا تمہارے پروردگار کی مرضی کی وجہ سے میسر آئے گی جسے ختم نہیں کیا جائے گا۔

(**نوٹ**: قرآن میں انسانی دانش کے مطابق جو محاورے استعمال ہوئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ "جب تک آسمان و زمین قائم ہیں" یعنی طویل ترین مدت)۔

ع 14 9 9

فَلَا تَكُ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّمَّا يَعۡبُدُ هٰٓؤُلَآءِ‌ؕ مَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ غَيۡرَ مَنۡقُوۡصٍ ﴿۱۰۹﴾

109-(چنانچہ یہ لوگ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسری قوتوں کی پرستش واطاعت اختیار کر رکھی ہے ان کے انجام کے بارے میں) ذرا سا بھی شبے میں نہ رہو کیونکہ یہ انہی قوتوں کی پرستش واطاعت اختیار کئے ہوئے ہیں جن کی پرستش و اطاعت ان سے پہلے ان کے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ لہٰذا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں (اس جرم کی سزا کا) ہماری طرف سے پورا پورا حصہ مل کر رہے گا جس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۱۱۰﴾

110-اور تحقیق کرنے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ کو ضابطۂ حیات عطا کیا تھا لیکن اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیا گیا (اور اسی وجہ سے وہ قرآن کی وحی سے بھی اختلاف کر رہے ہیں)۔ لہٰذا، اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی سے (مہلت کی گنجائش والی) بات نہ رکھی گئی ہوتی تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ (رسولؐ پر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں) شبہ میں پڑ گئے ہیں اور ایک عجب اضطراب انگیز کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمۡ رَبُّكَ اَعۡمَالَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۱۱۱﴾

111-حالانکہ انہیں اس حقیقت پر یقین رکھنا پڑے گا کہ تمہارا رب ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہتا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ ہر عمل سے جو وہ کر رہے ہیں کے بارے میں مکمل طور پر خبر رکھنے والا ہے۔

فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطۡغَوۡا‌ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۱۱۲﴾

112-چنانچہ تم ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جو بھی تمہاری (دی گئی آگاہی) کے مطابق اپنی غلط روش چھوڑ کر واپس تمہارے ساتھ آ جاتا ہے تو اس کے ساتھ سرکشی کا رویہ اختیار نہ کرو ورنہ تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ تمہارے ہر عمل پر اس کی کڑی نگاہ ہے۔

وَلَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

113-اور (یاد رکھو کہ یہ لوگ مفاہمت کی کوشش کریں گے کہ کچھ تم پیچھے ہو کچھ یہ آگے بڑھیں اور اس طرح صلح کر لی جائے لیکن) تم ہرگز ان لوگوں کی طرف نہ جھکنا کیونکہ یہ حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے اللہ کی طے شدہ حدود

کو توڑ کر بے اطمینانی اور تباہیاں پیدا کرنے کے مجرم ہیں۔ (اور اگر تم ان کی طرف جھکو گے) تو تم بھی تباہی کی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جاؤ گے۔ (اور اس تباہی) سے بچانے کے لئے سوائے اللہ کے اور کوئی سر پرست ایسا نہیں ہوگا جو تمہاری مدد کر سکے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰ لِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ۚ﴿۱۱۴﴾

114-اور (ایسے لوگوں کی پسپائی) نظامِ صلواۃ قائم کرنے سے ہوتی ہے۔ (چنانچہ اس کا مرکزی جز یعنی نماز) دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر ادا کرو۔ اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر ضرورت کے مطابق دینے والوں اور زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے والوں کی تگ ودو ان کی برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ لہٰذا، اللہ کا ذکر یعنی اللہ کی باتیں کرتے رہنے والوں کو یہ اصول ونصیحت پیش نظر رکھنی چاہیے۔

وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ‏ ﴿۱۱۵﴾

115-اس لئے ڈٹ کر ثابت قدم رہو کیونکہ حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر دینے والوں اور زندگی کے حسن و توازن کے لئے کوششیں کرنے والوں کی تگ ودو کے صلے یقیناً اللہ ضائع نہیں کرتا۔

فَلَوۡلَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِيَّةٍ يَّنۡهَوۡنَ عَنِ الۡفَسَادِ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّنۡ اَنۡجَيۡنَا مِنۡهُمۡ‌ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِيۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ‏ ﴿۱۱۶﴾

116- پھر (اس پر بھی غور کرو کہ قوموں کی قومیں تباہ کر دی گئیں لیکن اس کے باوجود) تم سے پہلے گزری ہوئی قوموں میں (کیوں لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے تھے) اور کیوں ان میں ایسے لوگ باقی نہ رہے جو ان لوگوں کو روک دیتے جو زمین میں امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑتے تھے۔ اور اگر تھے بھی تو بہت کم جنہیں ہم (تباہی سے) محفوظ کر لیتے تھے ورنہ (باقیوں کا تو یہ حال تھا کہ وہ) اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑ کر دوسروں کے حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی وبے انصافی کے مجرم ہوتے تھے اور آسائشوں میں پڑے رہتے تھے جو انہیں دی گئی تھیں۔ (یہ ہے ان کی اللہ سے بغاوت کہ وہ نازل کردہ ضابطۂ ہدایت کو تسلیم کرنے کی بجائے سرکشی اختیار کیے رکھتے تھے) کیونکہ وہ تھے ہی مجرم۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ‏ ﴿۱۱۷﴾

117-اور (یاد رکھو) کہ جب تک کسی بستی میں رہنے والے لوگ سنورنے سنوارنے والے ہوتے ہیں تب تک تیرے رب نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ اسے یونہی بغیر وجہ کے تباہ برباد کر کے زیادتی وبے انصافی کرے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝۱۱۸

118-حالانکہ اگر تمہارا نشو ونما دینے والا مناسب سمجھتا تو تمام انسانوں کو (کائنات کی دیگر چیزوں کی طرح تعین شدہ راستے پر بے اختیار چلتے رہنے والی) ایک ہی امت بنا دیتا (لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور انسان کو عقل وارادہ واختیار دے دیا، 18/29 جس کی وجہ سے) وہ ہمیشہ مختلف (فکر وانداز رکھنے) والے ہوں گے۔

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۱۹

119- مگر (تباہیاں پیدا کرنے والے اختلافات سے محفوظ رہنے کی صورت یہ ہے کہ) تمہارے رب کی جانب سے جو (ضابطۂ ہدایت عطا کیا گیا ہے) تو سنورنے والے اس سے قدم بہ قدم مدد رہنمائی لیتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں کیونکہ یہی ان کی تخلیق کا مقصد ہے۔ لہٰذا، تمہارے رب نے (یہ ضابطۂ ہدایت دے کر سنورنے کے لئے آگاہی دینے کی) اپنی بات پوری کردی ہے۔ البتہ جو (خلاف ورزی کرتے رہیں گے) تو ایسے تمام جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰

120- بہرحال، ہم تمہیں رسولوں کے بارے میں (اور گزری ہوئی قوموں کے متعلق) خبروں میں سے ہر چیز کے بارے میں اس لئے آگاہی دیتے رہتے ہیں تاکہ اس سے تمہارا دل مضبوط ہو جائے۔ چنانچہ تمہارے پاس (یہ قرآن) آ چکا ہے جو کہ تسلیم کرنے والوں کے لئے حق ہے (یعنی ایسی سچائی ہے جسے کسی گواہی کی ضرورت نہیں) اور ایسی وعظ ہے (جس سے زیادہ پُراثر کوئی اور وعظ نہیں) اور ایسا ذکر ہے (جس سے بہتر کوئی اور ذکر نہیں)۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝۱۲۱

121- لہٰذا (نازل کردہ احکام وقوانین اور شفاف دلائل سے انکار کے جو نتائج نکلتے رہے ان کی روشنی میں تم بھی) ان لوگوں سے جنہوں نے انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے کہو! کہ تم اپنے طریقوں پر عمل کرتے رہو اور ہم اپنے طریقوں پر عمل کرتے رہیں گے لیکن ہر تحقیق گواہ رہے گی (کہ کون تباہ کُن راہ پر چلتا رہا اور کون درست اور روشن راہ پا گیا)۔

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۲۲

122- اس لئے تم بھی (نتائج) کا انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؑ﴿۱۲۳﴾

ع 10 14 10

123-حالانکہ (تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ ظاہری عمل تو کجا) آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ حقائق تک اللہ کے (احکام وقوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہیں اور اللہ کو ان کی خبر ہے) اور ہر ایک معاملہ اسی کی طرف لوٹایا جا رہا ہے، اسی لئے صرف اسی کی پرستش و اطاعت اختیار کرو اور اس پر پورا پورا بھروسہ کر لو (پھر ہو نہیں سکتا کہ تمہیں اطمینان میسر نہ آئے) کیونکہ تمہیں نشو ونما دینے والا تمہارے کسی عمل سے بے خبر نہیں ہے۔

نبی ورسول کے اھل

(**نوٹ:** اھل۔ یہ لفظ عبرانی زبان کا ہے اور اس کے بنیادی معنے خیمہ کے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ لوگ جو ایک خیمہ میں رہتے ہوں وہ وہاں کے اھل ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو آپس میں نسب، دین، پیشہ، مکان یا شہر میں مشترکہ حیثیت میں ہوں وہ اپنے اپنے لحاظ سے اھل کہلاتے ہیں جیسے اھل دین یعنی ایک جیسا دین رکھنے والے یا دین کو ماننے والے۔ اھلِ نبی یعنی نبی کو ماننے والے یعنی نبی کے پیروکار۔ اگر کسی نبی کا ذاتی رشتہ دار یا بیٹا، بیٹی یا بیوی، نبی پر نازل شدہ ہدایت کو تسلیم کرنے یا اختیار کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو وہ نبی کے اھل نہیں ہوں گے لیکن غیر سے غیر لوگ جو نبی کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور اُس کی ہدایت کو تسلیم کرتے ہیں تو وہ نبی کے اھل میں سے ہوں گے۔ لہٰذا، کسی نبی ورسول کے کسی رشتہ دار یا گھرانے کے کسی فرد کو عزت وشرف میں اُس نبی ورسول کے پیروکاروں پر صرف اِس وجہ سے ترجیح نہیں ہوگی کہ وہ نبی ورسول کے رشتہ دار ہیں یا گھرانے کے افراد ہیں بلکہ نبی ورسول کے تمام پیروکار جو اُن پر ایمان لاتے ہیں وہ برابر ہیں۔ البتہ وہ پیروکار عزت وشرف میں بلند درجہ پر فائز ہوں گے جو نبی پر نازل شدہ ہدایت کو دوسروں سے زیادہ ثابت قدمی سے اور بہترین انداز سے اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن نے سورۃ 11 کی 46 میں نوحؑ کے بیٹے کی مثال سے یہ قانون طے کر دیا ہے کہ نبی کی اپنی اولاد بھی اگر نبی کے نقشِ قدم پر چلنے والی نہیں تو وہ نبی کے اھل میں سے شمار نہیں کی جائے گی۔ اور سورۃ 7 کی آیت 83 میں اِس قانون کی لوطؑ کی بیوی کی مثال سے مزید وضاحت کر دی ہے کہ رسول کا اھل وہ ہے جو اُس کی پیروی کرے۔ بہرحال، اھل کے دیگر مطالب میں: حقدار، مستحق، مالک، قابلیت رکھنے والا یا والی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ البتہ اھل کا لفظ اگر عام انسان اھل وعیال کے طور پر استعمال کرتا ہے تو اِس کا مطلب اُس کے گھرانے کے افراد ہونگے)۔